توہین رسول اور اسلامی قوانین

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی

''آپ ﷺ کو گالی دینے والی کافرہ عورت کے بارے میں''

جان لیجئے! ایسی عورت کے قتل پر ''ذخیرۃ'' کی عبارت (واضح طور پر) دلالت کرتی ہے۔ جس کا ترجمہ ہے کہ...... امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ سے عورتوں، بچوں اور ایسے بوڑھے شخص کے قتل کی بابت دریافت کیا جو لڑائی کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو امام ابوحنیفہؒ نے ان کے قتل سے منع فرماتے ہوئے اسے ناپسند کیا۔

اور ہم نے مذکورہ عبارت کو بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ ''محیط برہانی'' کی ''کتاب السیر'' کی تیسری فصل جس کا عنوان ہے: ''مشرکین میں سے کس کا قتل جائز ہے اور کس کا جائز نہیں؟'' میں پایا ہے۔ ا۔

تو یہ جواب ایسی عورت کے بارے میں ہے جو حقیقۃً لڑائی نہ کرنے والی ہو، یا صرف اپنی رائے کے ذریعے سے لڑائی میں حصہ دار رہو، البتہ اگر وہ مال دار عورت ہے اور اپنے مال سے لوگوں کو قتال کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

☆امام محمدؒ نے ''السیر الکبیر'' میں اس مسئلہ پر استدلال کیا ہے:

اگر عورت نے کسی انسان کو قتل کیا تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ روایت میں ہے: آپ ﷺ نے بنو قریظہ والوں کو نباتہ کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے خلاد بن سوید کو قتل کیا تھا، اس کام کا حکم اسے شوہر نے دیا تھا۔ ۲۔

☆اسی طرح اس مسئلہ پر بھی استدلال کیا:

جب کوئی عورت لوگوں کو قتال پر برانگیختہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ سیدنا زید بن حارثہؓ سے مروی ہے:

انہوں نے ام قرفہ کو قتل کیا کیونکہ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے شہید کرنے پر برانگیختہ کیا کرتی تھی۔

☆اسی طرح اس مسئلہ پر بھی استدلال کیا:

جب کوئی عورت کسی انسان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو (اسی موقعہ واردات میں) اسے بھی قتل کیا جاسکتا ہے کیونکہ سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمرۃؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

میں نے ایک عورت کو اپنے ساتھ پیچھے سواری پر بٹھایا' اس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تو اسی موقعہ پر میں نے اسے قتل کردیا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اسے دفن کرنے کا حکم فرمایا۔

اسی طرح اس مسئلہ پر بھی استدلال کیا:

جب کوئی عورت اعلانیہ طور پر رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا کیونکہ سیدنا عمیر بن عدیؓ نے جب سنا کہ عصماء بنت مروان اپنی باتوں کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتی ہے تو ایک رات جاکر اسے قتل کردیا پھر آپ ﷺ نے اس کام پر ان کی تعریف فرمائی۔ ۳۔

یہاں ''محیط'' کی عبارت ختم ہوئی۔

ان دلائل کا ذکر جو گستاخی کرنے والی عورت کے قتل پر دلالت کرتے ہیں۔

یہاں ہم مسئلہ سے متعلق ان دلائل کا ذکر کریں گے جو ماقبل مذکور ہونے والے دلائل کے علاوہ ہیں' کیونکہ ہمارے زمانے کے علمائے کرامؒ میں سے بعض نے گستاخی کرنے والی عورت' چاہے مسلمان ہو یا کافرہ اس کے قتل کیے جانے پر انکار کیا ہے اور ان کا فتوی ہے: عورت کا قتل نہ ہو' کیونکہ (ان کے نزدیک) یہی مطالب کی روشنی میں واضح اور قلبی اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے۔

پہلی دلیل

☆ ماقبل ''ذخیرۃ'' اور ''محیط'' کے حوالے سے عصماء بنت مروان کے قتل کیے جانے کا واقعہ گزرا ہے' اس واقعہ کو اجمالی طور پر ''مواھب اللدنیۃ'' اور اس کی شرح میں یوں بیان کیا گیا:

عصماء بنت مروان یہودیہ جو کہ یزید بن زید انصاری خطمی کی بیوی تھی اور ''خطمی'' کی نسبت ''بنو خطمہ'' کی وجہ سے ہے' یہ عورت اسلام پر عیب زنی کرتی اور آپ ﷺ کے لیے برے اشعار کہہ کر تکلیف دیا کرتی تھی' پس ایک مرتبہ عمیر بن عدی انصاری خطمیؓ جو کہ قدیم الاسلام صحابی ہیں' نے یہ توہین

آمیز جملے سن لیے‘ ایک رات یہ آئے حالانکہ آپؓ نابینا تھے تو یہ اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے اور اس پر تلوار تان لی‘ اس وقت بچے اسکے گرد سوئے ہوئے تھے جن میں شیر خوار بچہ بھی تھا پس انہوں نے ہاتھوں کی مدد سے ٹٹولتے ہوئے بچے کو دور کیا اور تلوار کو اس عورت کے سینے پر رکھ کر پیٹھ تک اتار دیا پھر اپنے گھر لوٹ گئے۔

بعد ازاں مسجد آئے اور مدینہ میں آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تب رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟

انہوں نے عرض کی: جی ہاں اور کیا مجھ پر اسے قتل کرنے کے حوالے سے کوئی باز پرس ہے؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’دو بکریاں سینگ نہیں مارتیں‘‘ (یہ عرب کا محاورہ ہے)۔

یعنی اس کی جانب سے مقابلہ اور معارضہ نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی اسکے خون کے بارے میں سوال کرے گا کیونکہ اس کا خون رائیگاں ہے۔

پھر آپ ﷺ نے عصماء کو قتل کرنے پر عمیرؓ کی تعریف فرمائی اور لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’جو یہ چاہتا ہو کہ ایسے شخص کو دیکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی نصرت میں مشغول ہے تو اسے چاہیے کہ ’’عمیر بن عدی‘‘ کو دیکھے‘‘۔

اتنے میں سیدنا عمر بن خطابؓ نے کہا:

اے لوگو! اس نابینا کی جانب دیکھو جس نے یہ رات اللہ تعالی کی اطاعت میں گزاری ہے۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

چپ رہو اے عمر! بیشک یہ ’بصیر‘‘ (انکھیارو صاحب بصیرت) ہے اور انہیں ’بصیر‘‘ کا نام دیا گیا۔

قتل کرنے کا یہ واقعہ غزوہ بدر کے بعد ہجرت کے انیسویں مہینے میں رمضان ختم ہونے سے پانچ دن قبل ہوا۔ ۴۔ یہاں تک مواہب اور اس کی شرح سے کلام ختم ہوا۔

اس عصماء نامی گستاخ عورت کے قتل کیے جانے کا واقعہ امام ابن سعدؒ نے اپنی ’’طبقات‘‘ میں ۵۔ امام ابن عبد البرؒ نے سیدنا عمیرؓ کے ترجمہ کے تحت ’’الاستیعاب‘‘ میں ۲۷۔ امام واقدیؒ نے غزوہ بدر کے اخیر میں ۶۔ نیز امام شامیؒ نے اپنی سیرت کی کتاب (سبل الھدی والرشاد) کے ’’ابواب

السرایا'' میں ۷۔ اور اس کے علاوہ دیگر بہت سے ائمہ کرامؒ نے اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے۔

☆امام تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا:

اس واقعہ بلکہ اسی طرح کے دیگر واقعات کے تناظر میں یہ معلوم ہوا کہ ان عورتوں کو گستاخی کرنے اورگالی دینے ہی کی وجہ سے قتل کیا گیا کیونکہ بغیر گستاخی کے اس کا یوں قتل کیا جانا کوئی معنی نہیں رکھتا جب کہ سبب قتل کی (گستاخی کے علاوہ) کوئی اور معقول وجہ خصوصا احناف کے یہاں تو ہے ہی نہیں' کہ علمائے کرامؒ کا اس بات پر اجماع ہے' حقیقی کفر کی بنیاد پر عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے نزدیک مرتدہ ہونے کی وجہ سے عورت کو قتل کیا جائے گا جبکہ یہ (عصماء) تو مرتدہ بھی نہیں تھی بلکہ مدینہ میں بسنے والی یہودی عورت تھی (جو پہلے ہی سے کافرہ تھی)۔۸۔

دوسری دلیل

☆اسے امام ابوداؤدؒ نے اپنی ''سنن'' کے باب ''جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اس کا حکم ''میں روایت کیا ہے:

ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن ابی شیبہؒ اور عبداللہ بن جراحؒ نے' انہیں جریرؒ نے' انہیں مغیرۃؒ نے' انہیں شعبیؒ نے کہ سیدنا علیؓ سے روایت ہے:

ایک یہودی عورت آپ ﷺ کی توہین کیا کرتی تھی' ایک شخص نے اسے گلا دبا کر مار ڈالا' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائگاں قرار دے دیا۔۹۔

☆امام تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا:

اس حدیث کی سند کے صحیح اور متصل ہونے کے بارے میں کوئی شبہ نہیں' البتہ شعبیؒ کے سیدنا علیؓ سے سماع کرنے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہی ہے کہ سماع ثابت ہے کیونکہ انہوں نے سیدنا علیؓ اور دیگر بہت سے صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا ہے اور یہ بات تو محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہی ہے کہ وہ صرف ملاقات (کے امکان) پر اکتفاء کرتے ہوئے اسے سماع کے ہونے پر محمول کر لیا کرتے ہیں' لہذا اس طور پر یہ حدیث صحیح ہوگی اور اگر بالفرض سماع کو تسلیم نہ بھی کیا جائے تو حد درجہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے مرسل ہوگی پس امام شعبیؒ کی مرسل احادیث (محدثین کرام کے یہاں) بہترین مراسیل شمار ہوتی ہیں' ان تمام باتوں کے ساتھ اس حدیث کو دیگر مروی احادیث سے

بھی تقویت ملتی ہے لہٰذا جب کسی مرسل حدیث کوایسی تقویت مل جائے تو بغیر کسی اختلاف کے وہ حجت کا درجہ پالیتی ہے۔

یہ حدیث مسئلہ ہذا کے بارے میں نہایت قوی طور پر دلالت کرنے والی ہے کیونکہ علمائے کرامؒ کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حقیقی کفر کی بنیاد پر عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا اور احناف کے نزدیک تو مرتدہ ہونے کی وجہ سے بھی عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا جبکہ یہ (عصماء) تو مرتدہ بھی نہیں تھی بلکہ مدینہ میں بسنے والی ایک یہودی عورت تھی اور مدینہ کے تمام ہی یہودی (اسلام کی جانب سے) آرام دہ زندگی گزارتے تھے لہٰذا احناف کے نزدیک ایسی صورت میں قتل کیا جانا تو قصاص کو لازم کرنے والا ہے چاہے اس عورت کو کسی مسلمان نے قتل کیا ہو یا غیر مسلم نے' پس جب رسول اللہ ﷺ نے اس گستاخ عورت کا خون رائگاں قرار دیا تو سب سے مضبوط دلیل کے طور پر یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی نے ہی اس (عورت) کا قتل واجب کیا تھا۔

اور یہ جو ہم نے کہا: مدینہ منورہ کے تمام ہی یہودی (اسلام کی جانب سے) آرام دہ زندگی گزارتے تھے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہی مہاجرین اور انصار کو ایک دستاویز لکھ کر دی جس میں یہودیوں کے ساتھ سکون بخش معاشرت کا حکم فرمایا نیز ان سے عہد لیتے ہوئے انہیں ان کے اموال پر باقی رہنے دیا۔

اس بارے میں حدیث کو امام مسلمؒ نے اپنی ''صحیح'' میں سیدنا جابرؓ سے' امام ابوعبیدؒ نے ''کتاب الاموال'' میں ابن شہابؒ سے جبکہ امام ابن اسحاقؒ اور امام واقدیؒ نے اپنی ''کتاب المغازی'' میں تفصیلی طور پر روایت کیا ہے۔۱۰ یہاں تک امام سبکیؒ کا مختصر کلام ختم ہوا۔

تیسری دلیل

☆ امام ابوداؤدؒ نے (اپنی ''سنن'' کے) باب ''جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اس کا حکم'' میں روایت کیا ہے:

ہمیں حدیث بیان کی عباد بن موسیٰؒ نے' انہیں خبر دی اسماعیل بن جعفر مدنیؒ نے' انہیں اسرائیلؒ نے' انہیں عثمان شحامؒ نے' انہیں عکرمہؒ نے کہ سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا:

ایک نابینا صحابی کی ام ولد (لونڈی) تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالی دیتی اور توہین کیا کرتی تھی پس یہ صحابی

اسے منع کرتے رہتے تھے لیکن یہ نہیں رکتی تھی، مارتے بھی تھے لیکن یہ پھر بھی باز نہیں آتی تھی پس ایک رات اس عورت نے پھر سے آپ علیہ السلام کی توہین کی اور برا کہا تو انہوں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا، دباؤ دے کر گھونپ دیا جس سے وہ مر گئی، حتی کہ اس کے پیٹ سے ناقص بچہ بھی ٹانگوں کے درمیان سے باہر آ پڑا اور یوں وہ خون آلود ہوگئی، جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپ علیہ السلام سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، آپ علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:

''میں ایسا کرنے والے شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے اس حق کی جو میرا اس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔''

پس وہ نابینا صحابی کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عبور کرتے اور کانپتے ہوئے آگے بڑھے حتی کہ آپ علیہ السلام کے سامنے حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے:

اے اللہ کے رسول! میں اس لونڈی کا مالک تھا وہ آپ علیہ السلام کی توہین کیا کرتی اور برا کہا کرتی تھی، میں نے اسے بارہا منع کیا لیکن وہ باز نہ آئی، میں نے اسے مارا تب بھی وہ اس فعل سے نہیں رکی، میرے اس لونڈی سے دو موتیوں جیسے بیٹے بھی تھے، اس کے ساتھ ساتھ وہ میری مددگار بھی تھی، لیکن اس رات جب دوبارہ اس نے آپ ﷺ کی توہین کی اور برا کہا تو میں نے خنجر لیا اور پیٹ پر رکھ کر دبایا اور یوں اسے قتل کر دیا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگو! گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائگاں گیا''۔ ۱۱۔

اس روایت کو امام نسائیؒ نے بھی روایت کیا، اس روایت کی سند صحیح کی شرائط کے مطابق بہت عمدہ ہے، نیز اس سے امام احمدؒ نے بھی استدلال کیا ہے اور انہوں نے روحؒ کی سند سے عثمان شحامؒ سے روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا:

ماقبل تفصیل گزر چکی کہ مدینہ میں بسنے والے تمام ہی یہودی (اسلامی حکومت کی جانب سے) پرسکون زندگی گزارتے تھے لہذا ایسے میں اس عورت کا گستاخی کے علاوہ قتل کیے جانے کا کوئی دوسرا سبب نہیں ہوسکتا۔

اب چاہے دوسری دلیل کے تحت ذکر ہونے والے واقعات ایک ہی ہوں یا الگ الگ (اس سے

ہمارے موقف پر کوئی فرق نہیں پڑتا)'البتہ جوواقعہ پہلی دلیل کے ضمن میں بیان ہواوہ ایک مستقل اورالگ واقعہ ہے۔ ۱۳؎

چوتھی دلیل

آپ علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن عبداللہ بن خطل کی دوگانے والی لونڈیوں کے قتل کاحکم دیا جوگاتے ہوئے آپ علیہ السلام کی توہین کیا کرتیں تھیں'اسی طرح سارہ بنوعبدالمطلب کی لونڈی کے بھی قتل کاحکم دیا نیزایسے تمام ہی لوگ جوابھی تک اسلام نہیں لائے تھے(اورآپ ﷺ کی توہین کیا کرتے تھے)ان کاخون مباح قرار دیا۔

☆مواھب اللدنیۃ''اوراس کی شرح میں مذکور ہےجس کاخلاصہ یوں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن جن لوگوں کاخون مباح قرار دیاان کی تعداد تیرہ تھی'جس میں آٹھ مرداور پانچ عورتیں شامل تھیں'ان میں سے تین مرداورتین عورتوں کوقتل کیا گیاجبکہ باقی لوگ اسلام لے آئے'پس عورتوں میں سے جنہیں قتل کیا گیااوران میں سے ابن خطل کی دونوں گانے والی لونڈیاں'ایک کانام ''فرتنا''اوردوسری کا''ارنب''تھا'یہ گاتے ہوئے آپ ﷺ کی توہین کیا کرتیں تھیں'اسی طرح سارہ کابھی حال تھاکہ یہ ابن خطل کے کہنے پرآپ ﷺ کی توہین کیا کرتی تھی'نیزباقی عورتیں بھی اسی طرح کی تھیں۔ ۱۴؎

یہاں تک''مواہب''اوراس کی شرح سے عبارت کاخلاصہ مکمل ہوا۔

☆امام تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا:

جہاں تک عورتوں کے قتل کیے جانے کاحکم تھاتواس کاسبب صرف اورصرف توہین ہی تھاورنہ عورتوں کوقتل نہیں کیاجاتا کیونکہ آپ ﷺ نے فتح مکہ سے دوسال پہلے ہی عورتوں اوربچوں کے قتل سے منع فرمادیاتھاجبکہ یہ دونوں ہی گانے والیاں لونڈیاں تھیں'نیزغلاموں کوبھی کفرکی وجہ سے قتل نہیں کیاجاتا ہے پس اس دن خون کامباح قراردیناکفرکی وجہ سے نہیں تھا(اگرکفرکی وجہ سے ہوتاتومکہ کی اکثریت اس وقت تک کافرتھی لہذا سب کوہی قتل کیاجاتالیکن ایسانہیں ہوا) کیونکہ اصل سبب گستاخی اورتوہین تھی۔

پس اگرتووہ تمام عورتیں(اورمرد) قریش کے معاہدے کے مطابق عہدوالے تھےتویہ واقعہ دلالت

کرتا ہے کہ معاہدہ کرنے کے بعد اگر کوئی گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا' جب یہ معاملہ ہے تو پھر ذمی کافر کو تو بدرجہ اولی گستاخی کے سبب قتل کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ معاہدے والیوں میں سے نہیں تو ان کو گستاخی کی وجہ سے قتل کرنا بدرجہ اولی لازم ہوگا' لہذا جب معاہدہ نہ کرنے والے کو گستاخی کی بنیاد پر قتل کیا جاتا ہے تو جس نے معاہد کیا ہو یا ذمی کافر جس نے اسلامی متعلقہ قوانین کی پاسداری کا اقرار کیا ہوا سے گستاخی اور توہین کے سبب قتل کرنا زیادہ لائق ہے۔۱۵؎

پانچویں دلیل

سیدنا مہاجر بن امیہؓ سے روایت ہے کہ جب انہیں سیدنا ابوبکرؓ کی جانب سے یمن کا امیر بنا کر بھیجا گیا تو ان کے سامنے ایک عورت لائی گئی جو گاتے ہوئے آپ ﷺ کی توہین کیا کرتی تھی' آپؓ نے اس کے ہاتھ کاٹ کر سامنے کے دانت اکھیڑ ڈالے۔۱۶؎ پھر یہ بات سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بتائی۔

آپؓ نے فرمایا:

اگر تم نے ایسا نہ کیا ہوتا تو میں تمہیں اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیتا۔اسی طرح شیخ کازرونیؒ نے اپنی سیرت کی کتاب میں اور امام سبکیؒ نے ''السیف المسلول'' میں ذکر کیا ہے۔

☆ امام سبکیؒ نے مزید فرمایا:

پس اگر کہا جائے: انہوں نے پہلے ہی لکھ کر سیدنا ابوبکرؓ سے اس کے قتل کے بارے میں کیوں نہیں پوچھا؟

ہم کہتے ہیں:

کیونکہ سیدنا مہاجرؓ نے اس معاملہ میں اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے بطور حد یہ سزا دی تھی' اسی لیے سیدنا ابوبکرؓ نے اس کے بعد دوسری حد کو جمع کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۱۷؎

چھٹی دلیل

☆ ایک عورت نے آپ ﷺ کی توہین کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے دشمن کو کون کفایت کرے گا؟''

پس سیدنا خالد بن ولیدؓ نکلے اور اسے قتل کر دیا۔

اسے شیخ کازرونیؒ نے اپنی سیرت کی کتاب میں ذکر کیا ہے۔۱۸؎

ساتویں دلیل

☆ روایت میں ہے: سیدنا عمیر بن امیہؓ نے اپنی بہن کو آپ ﷺ کی توہین کرنے کی وجہ سے قتل کردیا تھا۔

اس واقعہ کو امام ابن حجرؒ نے ''الاصابة فی معرفة الصحابة'' میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

یہ واقعہ اس قصہ سے الگ ہے جس میں عمیر بن عدیؓ نے عصماء کو قتل کیا تھا لہذا جس نے ان واقعات کو ایک ہی سمجھا انہوں وہم ہوا ہے۔ ۱۹۔

اگر کہا جائے:

یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی توہین کرنے والوں میں سے بعض کو معاف بھی فرمایا تھا جیسا کہ جنگ حنین کے موقعہ پر ہوا نیز اس کے علاوہ بھی واقعات موجود ہیں پس اس تناظر میں آپ کا یہ کہنا ''گستاخ کا قتل واجب ہے اور اسے معاف نہیں کیا جائے گا'' بھلا کیسے درست ہوگا؟

ہم کہتے ہیں:

☆ امام تقی الدین سبکیؒ نے ''السیف المسلول'' میں فرمایا:

یہ جو آپ ﷺ نے اپنی توہین کرنے والوں کو معاف فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ خود ہی صاحب حق تھے لہذا آپ ﷺ کو معاف کرنے اور انتقام لینے کا دونوں کا ہی اختیار حاصل تھا لیکن اب آپ ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد ہمارے لیے جائز ہی نہیں ہے کہ اس معاملے میں کسی کو معاف کریں کیونکہ اس سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچے گی۔ ۲۰۔

تنبیہ حسن

اگر کہا جائے:

کیا گستاخی کرنے والے کو قتل کرنے کا معاملہ امام اور قاضی کی ہی دسترس میں ہوتا ہے یا مسلمانوں میں سے بھی کسی کا قتل کر دینا جائز ہے؟ نیز اگر کسی شخص نے امام کی اجازت کے بغیر ہی اس گستاخ کو قتل کر دیا تو کیا ایسے شخص پر قتل کی وجہ سے کوئی قصاص یا دیت وغیرہ لازم ہوگی؟

اگر کسی نے امام کی اجازت کے بغیر بھی ایسے گستاخ کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی قصاص یا دیت لازم نہیں ہوگی' کیونکہ اگر تو وہ گستاخی کرنے والا پہلے مسلمان تھا پھر گستاخی کی وجہ سے مرتد ہو گیا تو ایسے

مرتد کا خون مباح ہوتا ہے جیسا کہ ''بحر الرائق'' میں مذکور ہے۔۲۱؎

اور اگر وہ پہلے سے ہی کافر تھا تو نبی کریم ﷺ نے مردوں اور عورتوں میں سے ایسے کفار جنہوں نے آپ ﷺ کی توہین وتحقیر کی تھی ان کا خون مباح قرار دیا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، عبداللہ بن خطل، ابورافع، عصماء بنت مروان اور ابن خطل کی دونوں گانے والی لونڈیاں وغیرہ۔

اور باقی رہا اس بات پر کلام کہ کیا مسلمانوں میں سے کسی کو امام کی اجازت کے بغیر گستاخ کا قتل کرنا جائز ہے؟ تو ما قبل گزر چکا کہ مسلمان گستاخ کا قتل بطور حد ہوگا اور کافر گستاخ کا قتل بعض ائمہ کرامؒ کے نزدیک بطور حد ہوگا جبکہ دیگر بعض کے نزدیک بطور تعزیر۔

☆ ''فتح القدیر'' میں فرمایا:

حدود (کے نفاذ) میں حکام کے علاوہ کے لیے ولایت نہیں ہوتی، اسی طرح وہ تعزیر جس میں حق العبد بھی شامل ہوجائے مثلاً حد قذف وغیرہ تو نہیں حاکم کے علاوہ (ازخود) نافذ نہیں کیا جاسکتا لیکن ایسی تعزیر جس کا تعلق حق اللہ سے ہو تو البتہ اسے کوئی بھی مسلمان اللہ تعالی کی جانب سے نافذ کرسکتا ہے۔۲۲؎

لہذا پوشیدہ نہ رہے کہ گستاخ کا قتل اگر بطور تعزیر ہو تو اس میں حق العبد بھی شامل ہے لہذا اسے صرف حاکم ہی قائم کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

☆ ''فتاوی بزازیہ'' کی ''کتاب الحدود'' میں ہے:

تعزیر میں قتل کیے جانے کی سزا محتسب کا غیر بھی دے سکتا ہے۔۲۳؎

پس یہ قول اس صورت پر محمول ہے کہ جب تعزیر کسی حق اللہ کے سبب واجب ہوئی ہو۔ غور فرمائیں

اگر کہا جائے:

عوام الناس میں سے کسی کا توہین کرنے والے گستاخ کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن بعض صحابہ کرامؓ نے جو گستاخی کرنے والوں کو قتل کیا اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

ہم کہتے ہیں:

بے شک بہت سے صحابہ کرامؓ نے توہین کرنے والے گستاخوں کو آپ ﷺ کی اجازت سے ہی قتل کیا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، ابورافع، عبداللہ بن خطل اور اس کی گانے والی لونڈیاں۔

☆ جہاں کہیں آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر قتل کیا گیا تو اس کے بارے میں امام تقی الدین

☆ بیع مزابنہ: کٹے ہوئے پھل کو درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلے اندازاً فروخت کرنا ☆

سبکیؒ نے ''السیف المسلول''میں جواباً فرمایا:

آپ ﷺ کا ایسے مواقع پر انکار نہ کرنا شاید اس اندیشہ کی بنا پر تھا کہ کہیں لوگ یہ گمان نہ کرلیں کہ توہین کرنے کے بعد قتل واجب نہیں ہوتا۔اسی لیے امام کو بھی نزاکت وقت کے پیش نظر ایسا انکار نہ کرنے کا اختیار ہے۔

یا پھر اس کا جواب یہ ہے کہ گستاخی کرنے والے کے قتل کرنے کا اختیار امام کو فتنہ کے خوف کے پیش نظر دیا گیا ہے (کہ وہ خود ہی قتل کا حکم دے از خود لوگ قتل نہ کریں ورنہ فساد کا اندیشہ ہے) لیکن آپ ﷺ کے زمانے میں ایسا فتنہ نہیں تھا۔ ۲۴ ۔

یعنی صحابہ کرامؓ کے زمانے میں فتنہ نہیں تھا کیونکہ وہ تمام ہی عادل تھے پس اگر ان پر انکار نہیں کیا گیا تو ان سے کسی کو ناحق نقصان بھی نہیں پہنچا' لیکن برخلاف دیگر لوگ کے کہ وہ ایسے حال کے حامل نہیں ہے۔غور فرمائیں

حواشی

۱۔محیط برہانی: کتاب السیر'الفصل الثالث'۷ / ۹۷

۲۔کتاب المغازی للواقدی: ۲ / ۵۱۷

۳۔محیط برہانی: کتاب السیر' تیسری فصل'فی بیان من یجوز قتلہ من المشرکین'۷ / ۹۹

۴۔مواہب لدنیہ: ۱ / ۱۹۵' شرح الزرقانی علی المواہب: کتاب المغازی'قتل عمیر عصماء'۲ / ۳۴۲

۵۔طبقات ابن سعد: ذکر عدد مغازی رسول اللہ ﷺ' سریۃ عمیر بن عدی'۱ / ۳۶۵

۶۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: عمیر بن عدی ۲ / ۱۱۷' رقم ۱۹۸۹

۷۔کتاب المغازی للواقدی: ذکر سریۃ قتل عصماء بنت مروان'۱ / ۱۷۲

۸۔سبل الہدی والرشاد: ابواب السرایا' باب تاسع'۶ / ۳۶

۹۔السیف المسلول: الباب الثانی'الفصل الرابع'الدلیل السابع'ص ۳۵۱

۱۰۔سنن ابوداؤد: کتاب الحدود'۶ / ۱۷۴' رقم الحدیث ۴۳۶۲' سنن کبری للبیہقی: ۷ / ۹۶

۱۱۔السیف المسلول: ص ۳۳۱ تا ۳۳۸' ملخصا

۱۲۔سنن ابی داؤد: کتاب الحدود'۴ / ۳۴۴' رقم الحدیث ۴۳۶۱

۱۳۔سنن نسائی: کتاب تحریم الدم'۷ / ۱۱۲' مستدرک للحاکم: ۵ / ۵۰۶' معجم کبیر للطبرانی ۱۱ / ۲۷۸

۱۴۔السیف المسلول:الباب الثانی'الفصل الرابع'الدلیل السادس'ص ۳۴۳

۱۵۔مواہب لدنیہ:۲/ ۳۰۶'شرح الزرقانی علی المواہب'۳/ ۴۲۷

۱۶۔السیف المسلول:الباب الثانی'الفصل الرابع'الدلیل الثامن'ص ۳۵۳

۱۷۔ہمارے سامنے موجود کتاب میں اس جگہ ''نزع ثیابھا'' کے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ کرتے وقت ہمیں نہایت حیرت تھی کہ ایک صحابیؓ ایسا فعل کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟توفیق الہی سے ہمیں یہی روایت ''الصارم المسلول''لابن تیمیہ میں نظر آئی جس کے الفاظ یوں تھے''نزع ثنیتیھا'' پہلی صورت میں ترجمہ تھا کہ آپؓ نے ان کے کپڑے نکلوادیئے (معاذ اللہ)جبکہ دوسری صورت میں ترجمہ ہے'آپؓ نے اس کے دانت نکلوادیئے'اور یہی سزا کے بھی موافق ہے۔

۱۸۔السیف المسلول:الباب الاول'الفصل الثانی'۱۲۳/ ۱۲۴

۱۹۔سیرت کازرونی'خاتمۃ الکتاب'الفصل السادس'ق۲۳۹/ب

۲۰۔الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ:۴/ ۸۴'رقم الترجمۃ۱ ۶۰۲

۲۱۔السیف المسلول:ص۳۶۸'ملخصا

۲۲۔بحر الرائق:کتاب السیر'باب احکام المرتدین'۵/ ۲۱۷

۲۳۔فتح القدیر'کتاب الحدود'باب القذف'فصل فی التعزیز'۵/ ۳۳۰

۲۴۔فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ:کتاب الحدود'۶/ ۴۳۰

اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر عبدالعزیز خان (عزیز احسن) صاحب کا

ایک تحقیقی مقالہ

علماء و مشائخ،نعت گوشعراء،ثناخوان مصطفی،محافل نعت کے منتظمین اور

نقیبان محافل،کے لئے جس کا مطالعہ انتہائی اہم اور مفید ہے۔

شائع کردہ: نعت ریسرچ سینٹر B-396 بلاک ۱۴ گلستان جوہر کراچی

☆ **بیع مساومہ:خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا** ☆